AL-MARSOOS

ISSN(P): 2959-2038 / ISSN(E): 2959-2046

https://www.al-marsoos.com

تصویر سازی، کمیشن اور جانوروں کی مصنوعی طریقہ پر افزائش نسل کے شرعی ومالی احکام

(نعمۃ الباری اور معاصر شروحات بخاری کا تحقیقی مطالعہ)

Shari'ah and Financial Rulings on Photography, Commission and Artificial Breeding of Animals

(A research study of Ni'mat al-Bari and contemporary commentaries on Bukhari)

ABSTRACT

Islamic Shariah rulings on photography, commission, and artificial breeding of animals are shaped by principles of permissibility and ethical considerations. Regarding photography, scholars have differing opinions, with some deeming it permissible as long as it does not promote immorality or idolatry, while others, particularly in the context of creating realistic images of living beings, argue it is impermissible based on Hadiths that prohibit the making of images or statues resembling Allah's creation. In terms of commission (or riba/interest), Shariah strictly prohibits financial transactions involving interest, as it is considered exploitative and unjust. Islamic finance promotes profit-sharing models and trade based on real assets, ensuring fairness and equity in business dealings. As for artificial breeding of animals, it is generally allowed in Islam as long as the welfare of the animals is maintained and the process does not lead to cruelty or harm. However, any practice that interferes with the natural breeding process in ways that harm the animals or violate ethical standards may be scrutinized based on Islamic principles of kindness to animals and the preservation of natural law. Allama Ghulam Rasool Saeedi a great scholar has presented practical research on these challenges and issues in the contemporary context. In this paper we should find a solution to these problems by researching and comparing the definitions and interpretations of contemporary scholars.

Keywords: *Photography, Commission Agents, Artificial Breeding of Animals, Research Study, Na'mat al-Bari*

AUTHORS

Irshad Hussain*
Ph.D Scholar, Department of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi.

Dr.Muhammad Arif Khan Saqi**
Associate Professor/Chairman, Department of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi.

Dr Ahmad Raza***
Assistant Professor, Department of Islamic Thought, History & Culture, Allama Iqbal Open University Islamabad.

Date of Submission: 11-03-2025
Acceptance: 28-03-2025
Publishing: 08-04-2025

Web: https://www.al-marsoos.com/
OJS: https://www.al-marsoos.com/index.php/AMRJ/about
e-mail: editor@al-marsoos.com

Correspondence Author:
Irshad Hussain*Ph.D Scholar, Department of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi.*

تصویری سازی

تصویر سازی ایک اہم مسئلہ ہے۔ دور جدید میں خاص اعتبارات سے اس کی ضرورت بھی ہے۔ آج کے دور میں یہ ایک بہت بڑی انڈسٹری بن چکی ہے جس سے لاکھوں انسانوں کا روزگار وابستہ ہے۔ قدیم فقہانے تصویر سازی کو مختلف صورتوں میں باطل اور حرام کہا ہے۔ عصر حاضر کے علمانے بعض صورتوں میں چند شرائط کے ساتھ اسے جائز قرار دیا ہے۔ اس موضوع پر سیر حاصل بحث مفسر قرآن اور شارح بخاری علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ تصویر سازی کے امتناع کی دلیل یہ حدیث ہے:

"ابوزرعہ نے کہا میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں (مروان بن حکم کے گھر میں) گیا تو انہوں نے چھت پر ایک مصور کو دیکھا جو تصویر بنا رہا تھا، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو میری مخلوق کی طرح پیدا کرنے چلا ہے؟ اگر اسے یہی گھمنڈ ہے تو اسے چاہیئے کہ ایک دانہ پیدا کرے، ایک چیونٹی پیدا کرے۔ پھر انہوں نے پانی کا ایک طشت منگوایا اور اپنے ہاتھ اس میں دھوئے۔ جب بغل دھونے لگے تو میں نے عرض کیا ابوہریرہ! کیا (بغل تک دھونے کے بارے میں) تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے انہوں نے کہا میں نے جہاں تک زیور پہنا جا سکتا ہے وہاں تک دھویا ہے۔"[1]

بعض جگہ پر فقہاء نے تصویر سازی کے جواز پر دلائل پیش کئے ہیں مثلاً شناختی کارڈ پر تصویر، بزنس اور کاروبار میں تصویر کی ضرورت۔ تصویر سازی کے جواز کے حوالہ سے علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث بطور دلیل نقل کی ہے:

"سعید بن ابی حسن نے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابوعباس! میں ان لوگوں میں سے ہوں، جن کی روزی اپنے ہاتھ کی صنعت پر موقوف ہے اور میں یہ مورتیں بناتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس پر فرمایا کہ میں تمہیں صرف وہی بات بتلاؤں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس نے بھی کوئی مورت بنائی تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک عذاب کرتا رہے گا جب تک وہ شخص اپنی مورت میں جان نہ ڈال دے اور وہ کبھی اس میں جان نہیں ڈال سکتا (یہ سن کر) اس شخص کا سانس چڑھ گیا اور چہرہ زرد پڑ گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ افسوس! اگر تم مورتیں بنانی ہی چاہتے ہو تو ان درختوں کی اور ہر اس چیز کی جس میں جان نہیں ہے مورتیں بنا سکتے ہو۔ ابوعبداللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) نے کہا کہ سعید بن ابی عروبہ نے نضر بن انس سے صرف یہی ایک حدیث سنی ہے۔"[2]

مجسمے اور تصویر میں فرق

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے تحت تصویر اور اس کے کاروبار کی حلت و حرمت پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

"علامہ ابوالحسن علی بن خلف ابن بطال مالکی لکھتے ہیں کہ جاندار کی تصویر بنانے کو صرف اس لیے حرام کیا گیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ان کی عبادت کی جاتی تھی، پس ہر ایسی تصویر کو حرام کر دیا گیا خواہ اس کا سایہ نہ ہو یا اس کا جسم نہ ہو تاکہ تصویر بنانے کا سد باب ہو۔ حتیٰ کہ جب لوگوں کے دلوں میں شریعت کے احکام راسخ ہو گئے اور لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی عبادت کو جان لیا تو ان کو نقش والی اور رنگ والی تصویر بنانے کی اجازت دی گئی جب کہ اس کو اہانت کی جگہ رکھا جائے۔ اگر اس کو عبادت کی جگہ پر نصب کیا جائے تو پھر اس کی اجازت نہیں ہے"۔[3]

---

1 بخاری محمد بن اسماعیل ،الجامع الصحیح البخاری ،كِتَابُ اللِّبَاسِ،بَابُ نَقْضِ الصُّوَرِ5953۔430/2

2 بخاری محمد بن اسماعیل ،الجامع الصحیح البخاری ،الرقم الحدیث2225

3 ابن ہمام ،کمال الدین محمدبن عبدالواحد،شرح ابن بطال،مکتب اسلامی، 1429ھ ،295/2

مولانا تقی عثمانی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ: سعید بن ابی الحسن کہتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ حضرت ابن عباس کے پاس ایک شخص آیا اور آکر کہا کہ اے ابن عباس!! میں ایک ایسا انسان ہوں کہ میری معیشت میرے ہاتھ سے وابستہ ہے اور میں یہ تصویریں بناتا ہوں۔ فقال ابن عباس حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ میں آپ کو وہی بات بتاؤں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کوئی تصویر بنائے گا اللہ تعالی اس وعذاب دیں گے یہاں تک کہ وہ شخص اس: کہ وہ شخص اس میں روح پھونکے اور وہ کبھی روح نہیں پھونک سکے گا۔"فربا الرجل ربوة شديدة "اس شخص نے جب یہ سنا تو اس کا زبر دست سانس پھول گیا۔

ربا یربو کے معنی ہوتے ہیں زیادہ ہونا اور چڑھ جانا، مراد ہے کہ اس کا سانس پھول گیا" و اصفر وجهه "اور چہرہ پیلا پڑ گیا، یعنی یہ حدیث سن کر کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تصویر بنانے والے کو عذاب دیا جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ اس میں روح پھونکو، اس کو سن کر اس کا سانس پھول گیا اور چہرہ پیلا پڑ گیا کہ میرا تو کوئی ٹھکانہ نہیں۔" فقال : ويحك إن أبيت إلا أن تصنع فعليك بهذا الشجر "حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ اگر انکار کرتے ہو یعنی اگر تم نے تصویر بنانے کا کام کرنا ہی ہے تو درخت وغیرہ کی تصویر بنالیا کرو۔"كل شيئ ليس فيه روح "اور ہر وہ چیز جس میں روح نہیں ہوتی اس کی تصویر بنالیا کرو۔[4]

مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں اس سے پتہ چلا کہ ایسی اشیاء جن کے اندر روح نہیں ہے اگر ان کی تصاویر بنائی جائیں تو ان کے بیچنے میں کوئی مضائقہ نہیں، البتہ جو جاندار اشیاء ہیں ان کی تصاویر کی بیع وشراء حرام ہے۔[5]

اخبار، رسائل اور دواؤں کے ڈبے کی تصاویر کا حکم

مولانا تقی عثمانی سوالیہ انداز میں لکھتے کہ اخبار، رسائل و دواؤں کے ڈبہ کی تصاویر کا کیا حکم ہے؟ تو ساتھ ہی جواب ارشاد فرماتے ہیں کہ: یہ حرمت اس صورت میں ہے جب تصویر کی بیچ مقصود ہو لیکن اگر مقصود تو کوئی اور چیز ہو لیکن ضمنا اور تبعا تصویر بھی آگئی تو پھر وہ حرام نہیں ہے۔ جیسے اخبار اور رسالے وغیرہ ہیں کہ ان میں تصویر ہوتی ہے لیکن بیچنے یا خریدنے کا مقصد تصویر نہیں ہے بلکہ مضمون ہے، تصویر ضمنا آگئی ہے۔ بلکہ آجکل تو جتنی اشیاء ہیں ان کے اندر ڈبے کے اندر کہیں نہ کہیں تصویر ضرور ہوتی ہے لیکن چونکہ وہ مقصود نہیں ہے بلکہ مقصود وہ چیز ہے جو ڈبہ کے اندر ہے چاہے وہ شربت ہو یا دواء وغیرہ ہو تو تصویر مقصود نہیں بلکہ ضمنا اور تبعا آگئی ہے اس لئے اس کی گنجائش ہے۔[6]

مفتی شریف الحق مجددی، مولانا تقی عثمانی کی رائے کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: تصویر بنانے کا کتنا سخت گناہ ہے۔ اس کا اس ارشاد سے اندازہ کریں۔ کہ اس پر لعنت فرمائی مگر آج کل کے مسلمان حتی کہ علما و مشائخ بڑے شوق سے تصور کھنچواتے ہیں۔ اور اس میں کوئی حرف نہیں جانتے حالانکہ کھچوانا سبب ہے تصویر سازی کا۔ اور سبب گناہ گناہ ہے۔ تصویر بنوانے والوں کو سوچنا چاہئے کہ جیسے سود دینے والے پر اس وجہ سے لعنت فرمائی کہ سبب ہے سود کھانے کا۔ اسی طرح کا قوی اندیشہ ہے کہ تصویر بنانے والے افراد یہ کہیں سحق لعنت نہ ہوں۔ کچھ لوگ کیمرہ سے بنی ہوئی تصویر کے جواز کے لئے یہ بہانہ بناتے ہیں کہ تصویر نہ ہیں عکس ہے۔ ایسے لوگوں سے گذارش ہے عکس پائیدار اور برقرار نہیں رہا۔ اور یہ برقرار رہتی ہے۔[7]

---

[4] عثمانی ،محمد تقی ، انعام الباری اردو شرح دروسِ صحیح البخاری،دارالعلوم کراچی،2015ء، 404/6

[5] عثمانی ،محمد تقی ، انعام الباری اردو شرح دروسِ صحیح البخاری، 404/6

[6] عثمانی ،محمد تقی ، انعام الباری اردو شرح دروسِ صحیح البخاری ،406/6

[7] مجددی ، شریف الحق ،نزهة القاری فی شرح صحیح بخاری،نوری کتب خانه ،لاہور،2015،،453/3

تصویر والے کپڑے کی بیع کا جواز

مفتی شریف الحق مجددی لکھتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی الہ تعالی عنہا کی وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمر کو ریشمی کپڑا دیا اور فرمایا کہ میں نے اس لئے بھیجا ہے کہ اسے بیچ دے۔ یہ واضح دلیل ہے کہ جس کا پہننا ناجائز ہے اس کا بیچنا جائز ہے۔[8]

تصویر سے متعلق فقہاء کے مذاہب

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی لکھتے ہیں: "بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ تصویر بنانا مطلقا مکروہ ہے خواہ کپڑے پر تصویر بنائی جائے یا بستر پر یا گنے پر اور ان کا استدلال اس حدیث سے ہے:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:" لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ".[9]

"حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو اور کتا ہو اور جنبی ہو"۔

جس تصویر کو پیروں کے نیچے روندا جاتا ہو تو پھر اس تصویر میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن جب تصویر کپڑوں پر اور پردوں وغیرہ پر ہو تو وہ مکروہ تحریمی ہے"۔[10]

علامہ ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ان مجسموں کو مکروہ کہتے تھے جن کو تخت اور گنبد پر رکھا جاتا ہے۔ لیکن وہ کہتے تھے کہ ایسا ہے گدے پر اور کپڑوں پر جو تصویر بنائی جائے وہ مکروہ نہیں ہے۔ اور جس گنبد میں مجسمے رکھے ہوئے ہوں ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب گھروں میں رکھے ہوئے تصویروں کے مجسموں کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ اور بستر پر لیس تصویر کو مکروہ نہیں کہتے تھے۔ گھروں میں لگے ہوئے پردوں پر تصویروں کے مکروہ ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اسی طرح دیواروں پر جو تصویریں نقش کی جاتی ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ ان فقہاء کی دلیل یہ حدیث ہے:

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، " أَنَّهَا نَصَبَتْ سِتْرًا فِيهِ تَصَاوِيرُ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَزَعَهُ، قَالَتْ: فَقَطَعْتُهُ وِسَادَتَيْنِ "[11]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصاویر تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے تو آپ نے اس پردے کو اتار دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اس کو کاٹ کر دو تکیے بنا لیے"۔

فقہاء نے کہا ہے کہ جن احادیث میں عمومی طور پر تصاویر کی ممانعت ہے ان کو ہم ان تصاویر پر محمول کرتے ہیں جن کو عزت سے رکھا جائے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مذکور سے ہم نے ان تصاویر کو جائز کہا ہے جن کو مردوں اور بستر کی چادروں پر بنایا گیا ہو اور وہ پاؤں تلے روندنے اور اہانت کی جگہ پر ہوں اس طرح ہم نے اس باب کی تمام احادیث پر عمل کر لیا ہے۔[12]

---

[8] مجددی ، شریف الحق ،نزهة القاری فی شرح صحیح بخاری،465/3

[9] ابو داود،سلیمان بن اشعث السجستانی،سنن ابی داود،: الرقم الحدیث4152۔530/3

[10] سعیدی ،غلام رسول ،علامه ،نعمة الباری فی شرح صحیح البخاری ،ضیاءالقرآن پبلی کیشنز،لاہور،1442ھ،کتاب البیوع، 796/4

[11] مسلم بن الحجاج القشيري،صحيح مسلم، الرقم الحديث5532۔737/3

[12] عینی، بدر الدین ،عمدة القاری ،دارالعلم،بیروت،1435ھ، 52/12

کمیشن ایجنٹ

کمیشن ایجنٹ وہ لوگ ہیں جو مارکیٹ میں مختلف افراد یا کمپنیوں کا مال کسی اور کو دلواتے ہیں انہیں بروکر، ایجنٹ، دلال، عمولہ اور سمسار کہا جاتا۔ کمیشن ایجنٹ اگر شرعی شرائط پوری ہونے پر خرید وفروخت کرے تو بیع نافذ ہوگی۔ دیہاتی اپنامال کمیشن ایجنٹ کے پاس رکھ کر چلا گیا اور اس نے اجازت نہیں دی۔ ایجنٹ نے بغیر اجازت کے مال فروخت کر دیا تو بیع موقوف ہوگی۔ حدیث میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا تَلَقَّوْا الرُّكْبَانَ، وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ"، قَالَ: فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا قَوْلُهُ لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ: لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا.[13]

"ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تجارتی) قافلوں سے آگے جا کر نہ ملا کرو (ان کو منڈی میں آنے دو) اور کوئی شہری، کسی دیہاتی کا سامان نہ بیچے، انہوں نے بیان کیا کہ اس پر میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ "کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال نہ بیچے" کا مطلب کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ اس کا دلال نہ بنے"۔

دلال سے متعلق ایک اور روایت ہے: "ابن سیرین اور عطاء اور ابراہیم اور حسن بصری رحمہم اللہ دلالی پر اجرت لینے میں کوئی برائی نہیں خیال کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، اگر کسی سے کہا جائے کہ یہ کپڑا اتنی قیمت میں بیچ لا۔ جتنا زیادہ ہو وہ تمہارا ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابن سیرین نے فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ اتنے میں بیچ لا، جتنا نفع ہو گا وہ تمہارا ہے یا (یہ کہا کہ) میرے اور تمہارے درمیان تقسیم ہو جائے گا۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اپنی طے کردہ شرائط پر قائم رہیں گے۔"[14]

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دلال کی اجرت کو مکروہ جانتے۔[15]

علامہ غلام رسول سعیدی کمیشن ایجنٹ کے جواز پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "ابن سیرین عطاء ابراہیم اور حسن بصری کے نزدیک دلال کی اجرت میں کوئی حرج نہیں ہے[16]۔ اس تعلیق کے ثبوت میں حسب ذیل آثار ہیں: حکم بیان کرتے ہیں کہ حماد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دلال کی اجرت میں کوئی حرج نہیں ہے جب کہ نقاد یہ نقاد ہو۔[17] لیث بیان کرتے ہیں کہ میں نے عطاء سے دلالی کے متعلق سوال کیا انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔[18]

کمیشن ایجنٹ کے کام پر اہل علم کی آراء

اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ امام مالک کے نزدیک دلال کی اجرت جائز ہے مثلاً ایک شخص دلال سے یہ کہے کہ تم میرا یہ کپڑا بیچ دو تو میں تمہیں ایک درہم دوں گا تو یہ جائز ہے۔ امام احمد نے کہا: اگر وہ اس کو ہزار روپے کی بیچ پر کچھ معین رقم دے تو یہ جائز ہے۔ جہاد اور ثوری نے اس کی اجرت کو مکروہ کہا ہے۔ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر وہ اس کو ہزار درہم کپڑا خریدنے کے لیے دے اور اسکو اجرت میں دس درہم دے تو یہ فاسد ہے (یعنی طے کیے بغیر)۔ علامہ ابن الحسین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ دلال کی اجرت کی دو قسمیں ہیں: ایک اجارہ ہے اور دوسری بعالہ ہے۔ اجارا یہ ہے کہ بیع کی مدت معین ہو اور وہ اس مدت میں فروخت کرنے کی کوشش کرے اگر اس نے اس مدت سے پہلے اس کو فروخت کر دیا تو وہ اپنے

---

[13] بخاری، ابو عبد الله محمد بن إسماعيل ،،الرقم الحديث2158

[14] بخاری، ابو عبد الله محمد بن إسماعيل ،،الرقم الحديث2274

[15] امام بدر الدين عينى ،عمدة القارى ، 132/12

[16] سعيدى ،غلام رسول ،علامه ،نعمة البارى فى شرح صحيح البخارى كتاب البيوع، 838/4

[17] امام ابن ابى شيبه ،مصنف ابن ابى شيبه، دارالكتب العلميه،بيروت،1430ھ،رقم الحديث: 22500

[18] سعيدى ،غلام رسول ،علامه ،نعمة البارى فى شرح صحيح البخارى كتاب البيوع، 838/4

حساب سے اجرت لے گا اور اگر مدت پوری ہو گئی تو پوری اجرت لے گا اور جعالہ یہ ہے کہ اس میں مدت مقرر نہ ہو اور اجارہ اور جعالہ دونوں معلوم ہونے چاہئیں اور جعالہ میں اجرت کا اس وقت مستحق ہو گا جب عمل پورا ہو جائے گا۔[19]

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَقُولَ بِعْ هَذَا الثَّوْبَ فَمَا زَادَ عَلَى كَذَا وَكَذَا فَهُوَ لَكَ۔[20]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ یوں کہے کہ اس کپڑے کو بیچ دو اگر اتنی اتنی رقم سے زیادہ فروخت کرو تو وہ رقم تمہاری ہے۔

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ إِذَا قَالَ بِعْهُ بِكَذَا فَمَا كَانَ مِنْ رِبْحٍ فَهُوَ لَكَ أَوْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ.[21]

"اور ابن سیرین نے کہا: اس چیز کو اتنے میں فروخت کر دو پھر اس میں جو نفع ہو وہ تمہارا ہے یا میرے اور تمہارے درمیان ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُونَ عِنْدَ شُرُوطِهِمْ۔[22]

"اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل ایمان اپنی شروط کے مطابق ہیں"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے امام احمد نے یہ اضافہ کیا۔ سوا اس صلح کے جس میں کسی حرام کو حلال کیا ہو یا کسی حلال کو حرام کیا ہو اور سلیمان بن داؤد نے یہ اضافہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان اپنی شروط پر ہیں۔ کثیر بن عبد اللہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے مگر وہ صلح جس میں کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال کیا جائے اور مسلمان اپنی شروط پر ہیں مگر وہ شرط جو کسی حلال کو حرام کرے یا کسی حرام کو حلال کرے۔[23]

کمیشن ایجنٹ کے جواز و عدم جواز میں راجح قول اور تطبیق

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "میں کہتا ہوں دلال کو اجرت دینا جائز ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو اس کی کراہت منقول ہے وہ صرف اس خاص صورت میں ہے جب شہری دیہاتی کے لیے بیچ کرے اور دیہات سے آنے والے سواروں سے پہلے ملاقات کرنے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اس سے منع کرنا بھی اسی خاص صورت پر محمول ہے یا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دلال کی اس اجرت کو منع فرماتے ہیں جو مجہول ہو اور جو اجرت معلوم ہو اور معین ہو وہ ان کے نزدیک ممنوع نہیں، جیسا کہ ان آثار سے ثابت ہے"۔[24]

جانوروں کی مصنوعی طریقہ پر افزائش نسل

جانوروں کی افزائشِ نسل کے لیے نَر جانور کے مادّۂ منویہ کے تولیدی جرثومے وانجکشن یا ٹیوب کے ذریعے مادہ جانور کی بچہ دانی میں پہنچانا جائز ہے، اس کے نتیجے میں حلال جانوروں (بھیڑ، بکری، گائے، بھینس، اونٹنی وغیرہ) کے جو بچے پیدا ہوتے ہیں، وہ بھی حلال ہوتے ہیں، ان کی قربانی بھی ہر قسم کی کراہت سے پاک اور جائز ہے۔ نکاح سے متعلق احکام شرعیہ اور حِلّت و حُرمت کے احکام کا تعلق انسانوں سے ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

---

[19] عسقلانی، عمدۃ القاری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1430ھ، 133/12

[20] ابن ابی شیبہ ،مصنف ابن ابی شیبہ : 20771

[21] ابن ابی شیبہ، مصنف ابی شیبہ : 20772

[22] ابو داود، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داود: 13593۔439/3

[23] الترمذي ،محمد بن عیسی بن بن الضحاك، ، سنن ترمذی: 1357۔682/2

[24] سعیدی ،غلام رسول ،علامه ،نعمة الباری فی شرح صحیح البخاری کتاب البیوع، 838/4

انہیں نعمتِ عقل عطا کر کے خیر و شر اور حلال و حرام میں تمیز کا ملکہ اور فطری استعداد اور جبِلّت بھی عطا فرمائی ہے اور انبیائے کرام ورُسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور کُتُب سماوی کے ذریعے خارجی ہدایت کا بھی اہتمام فرمایا ہے، جانور ان اَحکام کے مکلَّف نہیں ہیں، جانور اپنی ماں کے تابع ہوتے ہیں۔ علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "پس اگر جانور وحشی اور پالتو جانور کے ملاپ سے پیدا ہوا ہو، تو اعتبار (جانور کی) ماں کا ہو گا، اگر وہ پالتو ہے تو (قربانی) جائز ہے اور اگر پالتو نہیں ہے تو جائز نہیں ہے"۔[25]

جانوروں کی افزائش نسل کے لیے ان کے مادّۂ منویہ کی تلقیح جائز ہے، تاہم مادّۂ منویہ (اسپرم) کی خرید و فروخت اور اس کا کاروبار جائز نہیں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: "نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ".[26]

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نَر کی جفتی پر اجرت لینے سے منع فرمایا"۔

علامہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نر کی جفتی کی اجرت کے متعلق لکھتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے اور بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے اور ایک قوم نے کہا ہے کہ کرایا مقرر کیے بغیر نر والے کی کچھ خدمت کر دینا جائز ہے ان کا استدلال اس حدیث سے ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو کلاب کے ایک شخص نے نر کی جفتی کی اجرت کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اس نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نر کو مادہ پر چڑھاتے ہیں، پھر نر والے کی تکریم کے طور پر اس کی کچھ خدمت کر دیتے ہیں تو آپ نے بہ طور تکریم خدمت کرنے کے اخدمت کرنے کی اجازت دی۔[27]

علامہ ابوالحسن علی ابن بطال لکھتے ہیں: "فقہاء احناف اور فقہاء شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ نر کی جفتی کی اجرت دینا جائز نہیں ہے اور انہوں نے حضرت ابن عمر ہی کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ نر کی جفتی مجہول ہے ہمیں نہیں معلوم کہ اس سے فائدہ ہو گا یا نہیں ہو گا اور کبھی نر کو انزال نہیں ہوتا۔ عطاء نے کہا ہے کہ اس پر اجرت نہ لی جائے اور اگر کوئی نر والا نہ کی جفتی کے لیے دستیاب نہ ہو تو پھر تی کے لیے تر کو کرائے پر لینا جائز ہے۔ حسن اور ابن سیرین نے اس کی اجازت دی ہے۔[28]

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "آج کل انجکشن کے ذریعے نَر کا نطفہ مادہ کے رَحم میں پیوست کر دیا جاتا ہے، یہ طریقہ صحیح ہے اور اس سے عمدہ نسل کے بہت سے جانوروں کا حصول آسان ہو گیا ہے، البتہ اس نطفے کی بیع جائز نہیں ہے، اس لیے نطفہ تبرُّعاً دیا جائے اور اس عمل کی اجرت لی جائے تو صحیح ہے"۔[29]

جفتی کے لیے نر جانور کو کرایہ پر لینا

امام مالک نے مدت معینہ اور ضربات معینہ (یعنی اتنی بار نر مادہ پر ضرب لگائے گا) کے لیے نر کو اجرت پر دینے کے لیے جائز قرار دیا ہے اور ابھری نے اس پر یہ دلیل پیش کی ہے کہ یہ بیع ہے اور جس طرح انسان اور دوسری چیزوں کو کرائے پر دے سکتا ہے اسی طرح نر کو بھی جفتی کے لیے کرائے پر دے سکتا ہے البتہ بالخصوص نر کی جفتی کا معاوضہ نہ لے۔ اور صرف اس چیز کا معاوضہ لینا ممنوع ہے جس کا فعل ممنوع ہو جیسے خمر اور خنزیر کی بیع اور عصمت فروش کا معاوضہ اور کاہن کی مٹھائی۔ اور چونکہ نر کی جفتی کا فعل ممنوع نہیں ہے اس لیے اس کا معاوضہ بھی ممنوع نہیں

[25] فتاویٰ عالمگیری ، 297/5

[26] بخاری ،محمد بن اسماعیل ،الجامع الصحیح البخاری، :2284ـ540/4

[27] ترمذي ، سنن ترمذی،401/4

[28] ابن ہمام ،شرح ابن بطال 439/2

[29] سعیدی ،غلام رسول علامه ،نعمة الباری فی شرح صحیح البخاری،850/4

ہے۔اور حدیث میں عسب الفحل "کی ممانعت ہے اس کا محمل یہ ہے کہ نر کے نطفہ کی مادہ کے رحم میں چسپید گی کا معاوضہ نہ لیا جائے۔لیکن جب مدت معلوم ہو اور نر کی ضربات معلوم ہوں تو پھر اس کو کرائے پر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[30]

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی لکھتے ہیں:"نر کو جفتی کے لیے کرائے پر دینے کی کراہت کی حکمت یہ ہے کہ یہ مکارم اخلاق کے خلاف ہے۔فقہاء شافعیہ اور حنبلیہ میں سے جو اس کو مدت معلومہ کے لیے جائز قرار دیتے ہیں وہ اس پر قیاس کرتے ہیں کہ کھجور کے درخت کو پیوند کاری کے لیے دینا جائز ہے اس میں بھی ایک درخت کی شاخ کو دوسرے درخت کی شاخ میں پیوست کیا جاتا ہے۔اسی طرح یہاں بھی نر اپنے آلہ کو مادہ کے مخصوص عضو میں پیوست کرتا ہے لیکن یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ یہاں پر مقصود نر کا پانی ہے اور نر کا مالک اس پانی کو سپرد کرنے سے عاجز ہے اور افزائش نسل کے لیے اس کی ضرورت ہے جب کہ پیوند کاری کا معاملہ اس کے برخلاف ہے"۔[31]

علامہ سعیدی لکھتے ہیں:"میں کہتا ہوں جس تاویل سے امام ترمذی اور علامہ ابن بطال مالکی نے نر کے مالک کو نر کی جفتی کے لیے اجرت دینے کو جائز قرار دیا ہے اگر اس کا لحاظ نہ کیا جائے تو لوگ بہت مشکل میں پڑ جائیں گے۔[32]

خلاصہ

فوٹو گرافی، کمیشن ایجنٹ،اور جانوروں کی مصنوعی طریقے پر افزائش نسل(Artificial Insemination)کے شرعی اور مالی احکام شریعت میں بیان ہوئے ہیں۔فوٹو گرافی کی شرعی حیثیت کے بارے میں فقہاء کرام کے درمیان اختلاف ہے۔بعض علما فوٹو گرافی کو تصویر کے حکم میں داخل سمجھتے ہیں اور اس کی ممانعت کرتے ہیں۔بعض علما فوٹو گرافی کو تصویر کشی سے مختلف سمجھتے ہیں،کیونکہ یہ کیمرے کی مدد سے عکس محفوظ کرنا ہے،نہ کہ ہاتھ سے بنائی گئی تصویر۔وہ شخص جو کسی خریدار یا بیچنے والے کی طرف سے اشیاء کی خرید و فروخت میں نمائندہ کے طور پر کام کرتا ہے اور اس خدمت کے عوض ایک مخصوص معاوضہ (کمیشن) لیتا ہے کمیشن ایجنٹ کہلاتا ہے۔اس کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ یہ معاملہ جائز ہے بشرطیکہ فریقین کی رضامندی ہو۔دھوکہ، جھوٹ، یا فریب سے پاک ہو۔کمیشن کی شرح واضح ہو اور سود سے پاک ہو۔جانوروں کی مصنوعی افزائش (Artificial Insemination)یہ وہ طریقہ ہے جس میں نر جانور کے مادہ تولید(Semen)کو حاصل کر کے مخصوص طریقے سے مادہ جانور کے رحم میں داخل کیا جاتا ہے، تاکہ حمل قرار پائے۔یہ جائز ہے بشرطیکہ نر اور مادہ جانور ایک ہی نوع(Species)کے ہوں۔انسانوں کے لیے کوئی شرعی یا اخلاقی قباحت نہ ہو۔اور اس عمل میں حرام اختلاط کا کوئی پہلو نہ ہو۔اگر کوئی ادارہ یا فرد یہ خدمات مہیا کرتا ہے تو ان خدمات پر معقول اجرت لینا جائز ہے۔اجرت و شرائط واضح ہوں۔دھوکہ یا جعلی طریقے سے نسل کی تفصیلات چھپانا ناجائز ہے۔

---

30 ابن ہمام ،شرح ابن بطال 439/2

31 امام بدرالدین عینی ،عمدۃ القاری ، 150/12

32 سعیدی ،غلام رسول ،نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری 850/4

نتائج وسفارشات

1. تصویر سازی کی مختلف صورتیں اس وقت دنیامیں رائج ہیں۔ان میں سے کچھ صورتیں حرام ہیں اور کچھ جائز ہیں ۔البتہ احتیاط ہر صورت میں لازم ہیں۔
2. اگر تصویر سازی میں شرک کی کوئی صورت واقع ہو رہی ہو تو یہ بالکل ہی حرام اور باطل ہے۔
3. بلاضرورت تصویری نمود و نمائش سے اجتناب لازم ہے۔
4. کمیشن پر اشیا کی خرید و فروخت موجودہ دور میں بزنس کی شکل اختیار کر چکی ہے۔
5. اگر کمیشن کے کاروبار میں کلائنٹ کے ساتھ دھوکہ اور فراڈ نہ ہو تو چند شرائط کے ساتھ یہ کاروبار جا ہے۔
6. جانوروں کی مصنوعی طریقہ پر افزائش نسل کے متعدد طریقے اس وقت دنیامیں رائج ہیں۔
7. انجیکشن کے ذریعہ یانر اور مادہ جانوروں کے ملاپ کے ذریعہ افزائش کا وسیع پیمانے پر دنیامیں کاروبار جاری ہے۔
8. اگر حلال جانوروں میں افزئش مقصود ہو تو حلال جانوروں کا ہی ملاپ کرایا جائے۔
9. موجودہ دور تیز رفتار ترقی کا دور ہے اور اس میں یہ تمام موضوعات تحقیق طلب ہیں۔
10. محققین کو ان موضوعات کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ اسلامی اجتہاد کی روایت کو تقویت ملے اور لوگوں کے شرعی مسائل بھی حل ہو سکیں۔